سورۃ البقرۃ میں آیۃُ الطّھارۃ اور قراءاتِ قرآنیہ: امام قرطبیؒ وامام رازیؒ کا منہج استدلال

The Verse of Ṭahārah in Surah Al-Baqarah and Qirāʾāt al-Qurʾāniyyah: The Methodology of Argument of Imam al-Qurtubī and Imam al-Rāzī

Hafiza Tahira
PhD Scholar, Department of Arabic and Islamic Thought
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: fozanbassam1979@gmail.com
Dr. Qari Rafiq
Assistant Professor, Department of Seerah
Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

This paper explores the Verse of Purification (Āyat al-Ṭahārah) in Surah Al-Baqarah and its implications in Qur'anic recitations (Qirā'āt) from a jurisprudential and exegetical perspective. It specifically examines the interpretative approaches of Imam Razi and Imam Qurtubi, analyzing how differences in Qur'anic recitation influence legal rulings and interpretations. The key question addressed is: How do the variations in the recitation of "حَتَّى يَطْهُرْنَ" (ḥattā yaṭhurna) and "حَتَّى يَطَّهَّرْنَ" (ḥattā yaṭṭahharna) impact Islamic law and exegesis? This research follows a comparative and analytical methodology, focusing on the distinctive reasoning of Imam Razi and Imam Qurtubi. Imam Razi, in his commentary Mafātīḥ al-Ghayb, employs a rational, linguistic, and grammatical approach, whereas Imam Qurtubi, in Al-Jāmi'li Aḥkām al-Qur'ān, emphasizes legal principles and linguistic aspects. Findings indicate that differences in Qirā'āt can lead to significant variations in legal rulings, particularly concerning purification after menstruation. The majority of jurists hold that ghusl (ritual bath) is necessary before marital relations, whereas Hanafi scholars allow certain exceptions. The study recommends further research on the role of Qirā'āt in legal interpretations, a comparative study of juristic methodologies, and an examination of Qirā'āt's impact on contemporary Islamic jurisprudence.
This research highlights the scholarly depth of Qur'anic recitations and their essential role in shaping Islamic law, offering valuable insights for students, scholars, and legal experts alike.

Keywords: Qur'anic Recitations (Qirā'āt), Āyat al-Ṭahārah (Verse of Purification), Imam Razi & Imam Qurtubi, Islamic Jurisprudence,

Comparative Exegesis, Menstruation & Purification, Legal Rulings in Islam, Hanafi & Majority Opinions

مقدمہ

قرآن کریم کے کسی کلمہ میں دو متواتر قراءات پائی جائیں تو مفسرین وفقہاء کے نزدیک وہ دو آیات کی طرح ہیں۔ انکی توضیح اس طرح کی جائے گی جیسے ایک مسئلہ میں وارد دو آیات کی تفسیر و توضیح کی جاتی ہے۔ امام الجصاصؒ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"وهاتان القراءتان قد نزل بهما القرآن جميعاً ونقلتها الامة تلقّياً من رسول الله ﷺ-"[1]

" دونوں قراءات کا حکم یہ ہے کہ قرآن ان دونوں کے ساتھ نازل ہوا۔ اور امت نے ان کو رسول ﷺ سے تلقی سے حاصل کیا"۔

مزید لکھتے ہیں:

"وايضاً فاِنّ القرائتين كالآيتين في إحداهما الغسل و في الأخرى المسح لاحتمالهما للمعنين فلو وردت آيتان، إحداهما توجب الغسل والاخرىٰ المسح، لمّا جاز ترك الغسل الٰى المسح"-[2]

"دو قراءات حکم میں دو آیات کی طرح ہیں جس میں ایک کے مطابق دھونا اور دوسری کے مطابق مسح کا معنیٰ مراد لیا جائے گا کیونکہ ان میں دونوں معنیٰ کا احتمال ہے۔ چنانچہ اگر بالفرض دو آیات نازل ہوتیں، ایک میں دھونے جبکہ دوسری میں غسل کا حکم ہوتا تب بھی دھونے کو مسح کے مقابلہ میں ترک کرنا جائز نہ ہوتا۔"

تفسیر قرطبی میں ہے:

یہ بات متشابہہ میں سے نہیں ہے کہ کوئی آیت دو قراءات میں پڑھی گئی ہو۔ اور اس میں احتمال یا اجمال کی وجہ سے تفسیر کا محتاج ہو۔ کیونکہ ثابت تو اس میں اسقدر ہوگا جسکو اسم شامل ہوگا یا تمام ثابت ہوگا۔ اور دو قراءاتین دو آیتوں کی طرح ہیں، دونوں کے موجب پر عمل کرنا ضروری ہے[3]۔

علم تجوید و قراءات

یہ علم تمام علوم سے افضل وارفع ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق براہ راست متنِ قرآن سے ہے۔ یہ کلام مبین عظیم الشان ہے۔ اور اس سے متعلق جملہ علوم بھی اشرف واعلیٰ شمار کیے جاتے ہیں۔ نزول قرآن سے لیکر اب تک اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں خادمین کی بڑی جماعت کو خدمت قرآن میں لگائے رکھا۔ جنہوں نے مختلف جہات سے جملہ

علوم القرآن (تجوید و قراءات، تفسیر، نحو و صرف) میں حسبِ توفیق اپنا حصہ ڈالا۔ علومِ اسلامیہ کا طالب علم اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ علماء و مشائخ نہ صرف مفسّر، محدّث، مفتی، نحوی، مؤرّخ، قاری، حافظ کے مرتبہ پر فائز ہوتے بلکہ مذکورہ علوم سے متعلقہ علوم میں بھی کامل دسترس رکھتے۔ امام رازیؒ اور امام قرطبیؒ انہی علماء میں سے ہیں جنھوں نے اپنی تفاسیر میں علم تفسیر کے ساتھ ساتھ دیگر علوم کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ اور جہاں جہاں مختلف صاحبِ اختیار قراء کی قراءات وارد ہوئیں۔ ان سے توجیہ نحوی اور توجیہ معنوی ذکر کرتے ہوئے دلیل لی ہے اور تمام پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کیونکہ آیات و کلمات قرآنیہ کی تفسیری ترجیح میں استدلال بالقراءات علماء و مفسرین کا منہج رہا ہے۔ آئمہ مذکورہ نے کلماتِ قرآنیہ کے فہم و تعیین معنیٰ میں متعدد قراءات کی لغوی، فقہی، نحوی اور کلامی ترجیح اور وجہ پر اعتماد کیا ہے اور امت کے لیے سہولت کے ممکنہ پہلو واضح کیے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾4

"جس امر سے واقف نہیں ہو اس کی بابت اہل علم سے سوال کیا کرو۔"

قراءات کی لغوی تعریف

اہل لغت نے لفظ قراءۃ کی متنوّع تعریفیں اور مصادر بیان کیے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ قراءیقراء جس کا مصدر قراءۃ یعنی پڑھنا سے ماخوذ ہے۔ جس کی جمع قراءات آتی ہے، مصدر قراءۃ اور قرآن عربی لغت میں دونوں مذکور ہیں۔ جو بمعنیٰ تلا یتلو تلاوۃ ہے۔ دوسرا بمعنیٰ الجمع الضم ہے۔ یعنی کسی چیز کو ملانا یا جمع کرنا، قرآن میں چونکہ متعدّد آیات و سُور اور پارے ہیں۔ مؤخر الذکر معنیٰ اس لیے مراد لیا جاتا ہے کہ قرآن آیات، سُور اور پاروں کا مجموعہ ہے۔

"سمّي الْقرآن لِأنه يجمع السورَ ويضمها۔"[5]

"قرآن حکیم کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ وہ سورتوں کو جمع کرنے والا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقرآنهُ ﴾6

"اس کا جمع کرنا اور پڑھا جانا ہمارے ذمہ ہے۔"

درج بالا آیت میں قرآن سے مراد بار بار پڑھی جانے والی کتاب ہے کیونکہ جمع و ضم کے لیے الگ کلمہ وارد ہوا۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات مترشح ہے کہ کلمہ قرآن سے متعلق چند اقوال قابل اعتناء ہیں۔ پہلا قرآن بمعنیٰ جمع و ضم، دوسرا اقراء یقراء سے ماخوذ، تیسرا کلام الٰہی کے لیے گزشتہ کتب تورات، زبور، انجیل کی طرح مخصوص نام۔ یعنی کلمہ قرآن کو اس کلام سے موسوم کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

قراءات کا اصلاحی مفہوم

دنیا میں مروّج زبانوں میں لغتِ عرب کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں نزولِ قرآن ہوا۔ جو ہر قسم کی خامی سے مبرّا ہے۔

﴿قرآنا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾[7]

لیکن دوسری طرف اس کی پڑھت اور تلفّظ میں معمولی تغیر سے معنٰی میں واضح تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ قرآن سے پہلے نازل ہونے والی کتب بھی اس دور میں مروّج زبانوں میں نازل ہوئیں۔ جو اہل زمانہ کے لیے عام فہم تھیں۔ لُغتِ عرب کا معاملہ قدرے مختلف ہے۔ عرب کی سرزمین میں آباد لوگ بھی باہم لہجات میں متفرق تھے حتیٰ کہ بعض حروف کے مخارج تک بھی متنوع تھے۔ مخرج کی تبدیلی کے سبب اس کی آواز میں بھی واضح فرق پیدا ہو جاتا۔ اس کی ممکنہ درج ذیل اقسام بن سکتی ہیں۔

1. فتحہ اور امالہ کا اختلاف (جیسے ابراہیم کی ھاء پر فتحہ اور امالہ والی دونوں وجوہ قراءات متواترۃ میں موجود ہیں)۔
2. مد میں طول اور قصر کا اختلاف۔
3. رسم میں اختلاف کے سبب کلمات کی ادائیگی میں کمی اور زیادتی۔ (چونکہ رسمِ مصاحف عثمانیہ میں حرکات، نقطے، شدّ و مد کی رعایت موجود نہیں تھی)۔

قراءات قرآنیہ اور امام قرطبی کا منہج استدلال

قراءات قرآنیہ کے سنت متبعہ ہونے کے باوصف (کہ جس میں ہر متاخر اپنے متقدم سے قراءات روایت کرتا ہے)۔ امام قرطبیؒ بھی ان مفسرین کے نہج کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جنہوں نے قراءات سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ مختلف قراءات درحقیقت قرآن ہیں یعنی دو قراءات بمنزلہ دو آیات ہیں۔ جن سے لغوی، فقہی، نحوی یا کلامی استدلال ممکن ہے۔ مثلاً

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْحَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾[8]

اس میں کلمہ حَتَّى يَطْهُرْنَ تشدید اور تخفیف والی قراءات ہیں۔

1- (تشدید والی قراءۃ) صرفی قاعدہ کے موافق باب تفاعل اور تفعّل ہوں اور اس کے مضارع کا فاء کلمہ میں درج ذیل حروف ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ میں سے کوئی آجائے تو حرف تاء کو کلمہ فاء سے بدلنا اور اس میں ادغام کرلینا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ مذکورہ آیت میں یَتَطْهُرْنَ کی ادغام والی حالت یَطْهُرْنَ ہو گی۔ عرب کے قبائل متنوع اللہجات تھے۔ ادغام والی قراءۃ بنو تغلب، بنو بکر بن وائل، بنو عبد القیس، بنو اسد، بنو طے اور بنو تمیم کی ہے۔ جبکہ کنانہ، ہذیل، ثقیف، قریش، انصار بغیر ادغام سے تلفظ کرتے ہیں۔

2- (تخفیف والی قراءۃ) ثلاثی مجرد کے باب فَعُلَ يَفعُلُ سے طَهُرَ يَطهُرُ کا صیغہ جمع مونث غائب ہے۔

کتاب معانی القراءات میں ہے:

" وقوله جلَّ وعزَّ:(حَتَّى يَطْهُرْنَ) قرأ عاصم وحمزة والكسائي: (حَتَّى يَطَّهَّرْنَ) بتشديد الطاء والهاء. وقرأ الباقون: (حَتَّى يَطْهُرْنَ) مخففا. قال أبو منصور: مَنْ قَرَأَ (حَتَّى يَطَّهَّرْنَ) والأصل: يَتَطهَّرنَ والتطهرُ- يكون بالماء، فأدغمت التاء في الطاء فشددت. وَمَنْ قَرَأَ (حَتَّى يَطْهُرْنَ) فالمعنى: يَطهُرنَ مِن دَم المحِيض إذا انقَطع الدم. وجائز أن يكون يَطهُرن الطهر التام بالماء بعد انقِطاع الدم ـ"[9]

"امام عاصم، حمزہ اور کسائی (کوفیین) ھاء اور تاء کی تشدید کے ساتھ (حَتَّى يَطَّهَّرْنَ) پڑھا ہے۔ اور باقی قراء نے بالتخفیف (حَتَّى يَطْهُرْنَ) پڑھا ہے۔ امام ابو منصور کا قول ہے کہ جس نے بالتشدید پڑھا اُس کلمہ کا اصل (يَتَطَهَّرنَ) ہے اور پاکیزگی پانی کے ساتھ حاصل ہوتی ہے تو تاء کو طاء میں ادغام کر کے تشدید دے دی جائے گی۔ اور جس نے (حَتَّى يَطَّهَّرْنَ) پڑھا تو اس کا معنی جب حیض کا خون بند ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ انقطاعِ خون کے بعد مکمل طہر (پاکیزگی) پانی سے حاصل کی جائے۔"

متنوع قراءات

پہلی قراءۃ: يَطَّهَّرْنَ (بالتشدید) میں پانی کے ساتھ پاکیزگی حاصل ہو تو عورتوں کے قریب جانا۔

دوسری قراءۃ: يَطْهُرْنَ (بالتخفیف) میں انقطاعِ دم ہونے پر بھی قربت کی جا سکتی ہے۔ (غسل سے پہلے)

تفسیر لِامام قرطبی میں ہے: امام قرطبی نے اسمیں متعدد مسائل ذکر کے دونوں قراءات سے لغوی، فقہی استدلال کیا ہے۔ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قراءات قرآنیہ کو مفصل بیان کیا ہے۔ اورُن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مصاحف والی قراءات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نافع، ابو عمر، ابن کثیر، ابن عامر، حفص عن عاصم "یَطْهُرْنَ" طاء کے سکون اور ہا کے ضمّہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور امام حمزہ، کسائی اور ابو بکر شعبہ عن عاصم اور مفضّل نے "یَطَّہَّرْنَ" طاء اور ھاء کی تشدید اور دونوں کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ اُبی ابن کعب، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے مصاحف میں "یَتَطَہَّرْنَ" ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مصحف میں وَلَا تَقْرَبُوا النِّسَاءَ فِي مَحِيضِهِنَّ وَاعْتَزِلُوهُنَّ حَتَّى يَتَطَهَّرْنَ "کے الفاظ ہیں[10]۔

امام ابن جریر طبری اور دیگر آئمہ کا راجح مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام ابن جریر نے طاء کی تشدید والی قراءۃ کو راجح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ یَغْتَسِلْنَ (کہ وہ غسل کر لیں) کے معنی میں ہے۔ اس لیے کہ اسمیں جمیع آئمہ کا اجماع ہے کہ آدمی کے لیے حرام ہے کہ وہ انقطاعِ دم کے بعد غسل سے پہلے عورت کے قریب آئے اور لفظ طُہر میں اختلاف ہے کہ آخر 'طُہر' ہے کیا؟؟؟ ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ پانی کے ساتھ غسل کرنا ہے۔ اور دوسرے گروہ کا قول ہے کہ وہ وضو کرنا ہے، جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔ تیسرے گروہ کا قول ہے کہ فقط شرمگاہ کا دھونا کافی ہے اگرچہ غسل حیض نہ بھی کرے تو خاوند کے لیے حلال ہو گی۔ ابو علی الفارسی نے تخفیف والی قراءۃ کو راجح قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کلمہ ثلاثی ہے اور کلمہ 'طمث' کی ضد ہے اور 'طمث' بھی ثلاثی کلمہ ہے[11]۔

آئمہ اربعہ و دیگر فقہاء کا موقف

جمہور فقہاء، امام مالکؒ، شافعیؒ، طبریؒ، اہل مدینہ، محمد بن مسلمہؒ کا موقف یہ ہے انقطاعِ دم کافی نہیں ہو گا جب تک کہ غسل نہ کر لے۔ اس کے لیے الگ مسئلہ بیان کرتے ہوئے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

اللہ تعالی کا قول (تَطَہَّرْنَ) سے مراد پانی سے حاصل کی گئی طہارت ہے۔ امام مالکؒ اور جمہور علماء کے مطابق پاکی یا طُہر وہ ہے جس سے حائضہ کے ساتھ جماع جائز ہو جب اس سے خون منقطع ہو جائے تو وہ جُنبی کی طرح غسل سے طہارت حاصل کرے گی اور اس میں تیمم وغیرہ کفایت نہیں کرے گا یہ قول امام شافعیؒ، طبریؒ، محمد بن مسلمہؒ، اور اہل مدینہ وغیرہ کا ہے۔[12]

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ اگر انقطاعِ دم دس دن گزرنے کے بعد ہو تو شوہر کے لیے جائز ہے کہ غسل سے قبل تعلق قائم کر لے اور اگر دس دن کی مدت پوری نہیں ہوئی تو اُسے جائز نہیں کہ غسل سے پہلے وطی کرے یا اس پر نماز کا وقت ہو جائے اور یہ احناف کا ایسا فیصلہ ہے جس کی کوئی وجہ نہیں ہے اور یہ ایسا حکم ہے کہ حیض والی عورت کے انقطاعِ دم کے بعد یہ حکم لگایا گیا ہے جو ابھی عدت میں ہے اور خاوند کو کہا کہ

عورت پر رجوع ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ غسل نہ کرے تیسرے حیض سے یہ ان کے قول پر قیاس ہے جس سے بغیر غسل سے وطی ہونا واجب نہیں اور اس میں اہل مدینہ کی موافقت کی گئی ہے۔[13]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں قراءات کو مدار بنا کر احناف کے اس فیصلے سے موافقت نہیں کی بلکہ پہلی قراءۃ (حَتَّى يَطْهُرْنَ) میں انقطاعِ دم فقط ہے۔ اور گنجائش باقی ہے، لکھتے ہیں:

" ودليلنا أن الله سبحانه علق الحكم فيها على شرطين أحدهما انقطاع الدم وهو قوله تعالى "حَتَّى يَطْهُرْنَ "والثاني الاغتسال بالماء وهو قوله تعالى "فَإِذا تَطَهَّرْنَ "أي يفعلن الغسل بالماء-"[14]

"اور اس میں ہماری (امام قرطبیؒ) کی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس امر کو دو شرائط کے ساتھ معلق کر دیا ہے۔ ایک انقطاعِ دم اور دوسرا پانی کے ساتھ غسل کرنا۔ "يَطْهُرْنَ" یہ تقریباً چار قراء کی قراءۃ ہے جبکہ باقی قراء تَطَهَّر تفعّل کے باب سے "تَطَهَّرْنَ" پڑھتے ہیں۔"

امام قرطبیؒ نے ثلاثی مجرد کے باب کے صیغہ "حَتَّى يَطْهُرْنَ" سے دلیل لی ہے جو پہلی قراءۃ کے باب كَرُمَ يَكرُمُ سے ہے یعنی انقطاعِ دم بھی کافی ہے اور غسل بھی جائز ہے لیکن احناف کا غسل کے لیے قطعی حکم لگانا پہلی قراءۃ سے مستفاد نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ آیت کے معنی کی غایت شرط میں پہلے والی آیت کے غایت کے موافق ہے۔ اور تخفیف و تشدید والی دونوں قراءات ہم معنی ہیں۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالی نے دو لُغتوں کو جمع کر دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے جو لوگ صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں تو اللہ تعالی بھی پاک لوگوں سے محبت کرتا ہے[15]۔

احنافؒ کا قول ہے کہ دو قراءتیں دو آیات کی طرح ہیں۔ واجب ہے کہ دونوں پر عمل کیا جائے اور ہر ایک کو ایک الگ معنی پر محمول کرتے ہیں۔ تخفیف والی آیت میں انقطاعِ دم کا احتمال ہے تو ہم غسل حیض سے پہلے وطی کو جائز قرار نہیں دیتے اس لیے خون کے دوبارہ لوٹ آنے کا اعتبار نہیں۔ اور دوسری قراءۃ میں احتمال ہے کہ خون اکثر مدت پر ختم ہو تو اس صورت میں وطی جائز ہوتی ہے اگرچہ وہ غسل نہ بھی کرے[16]۔ احکام القرآن لابن العربی میں ہے کہ احناف کے نقطہ نظر سے واضح ہے:

یہ ان کی طرف سے قوی ترین دلیل ہے۔ پہلے استدلال کا جواب اس طرح ہے کہ وہ فصحاء کے کلام اور بلغاء کی زبان میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تعداد میں تکرار کے متقضی ہے جب لفظ میں الگ فائدہ کا احتمال ممکن ہو تو لوگوں کے کلام میں اسے تکرار پر محتمل نہیں کیا جا سکتا، تو جو ذات علیم و حکیم ہے اس کی کلام میں ایک ایسا کیوں کر ممکن ہے[17]۔

اس لیے کہ دونوں قراءۃ میں سے ہر ایک الگ الگ معنی کے لیے ہیں۔ لازمی امر ہے کہ انقطاعِ دم ہونے پر اگر غسل نہیں کیا اور بیوی سے رجعت ہو گئی تو یہ حالت حیض شمار نہ ہو گا جبکہ حائضہ کے بارے میں تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ اس کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

درج بالا عبارت میں دلائل سے یہ بات واضح کی گئی ہے ایک تو فقط انقطاعِ دم پر رجعت میں مضائقہ نہیں دوسرا اکثر مدت پر (جبکہ دم منقطع نہیں ہوا) وطی کرنا قاعدے کے موافق نہیں۔ معانی القراء للفراء میں ہے:

اللہ تعالی کا قول حَتَّى يَطْهُرْنَ اور یہ قراءۃ عبداللہ میں ہو گا۔ يَتَطَهَّرنَ تاء کہ ساتھ۔ بعد والے قراء نے تخفیف اور تشدید کے ساتھ حتى يَطهُرنَ، ويَطَّهَّرن پڑھا یعنی پانی کے ساتھ غسل کرنا اور ہماری پسندیدہ قراءۃ يَطَّهَّرن ہے[18]۔

معانی القرآن وإعرابہ للزجاج میں ہے:

"(وَلَا تَقْرِبُوهُن حَتى يَطْهُرْنَ) -المعنى يتطهرن أي يغتسلن بالماءِ، بعد انقطاع الدم - وَقُرِئَتْ "حتى يَطهَّرْنَ" ولكن (فَإِذَا تَطَهَّرْنَ) يدل على (وَلَا تَقْرَبُوهُن حَتى يَطهرْنَ) وكلاهما (يَطْهُرْن) ويطهَّرْن -وقرئ بهما - جيِّدان.ويقال طهَرَت وَطَهُرَتْ جمميعاً وطَهُرَتْ أكثر۔"

" پس فرمان باری تعالی ہے کہ جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ جس کا معنی یہ ہے کہ پانی کے ساتھ پاکیزگی حاصل کریں، خون کے ختم ہو جانے کے بعد اور مشدّد بھی پڑھا گیا لیکن بعد ازیں کلمۃ تَطَهَّرْنَ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کے خوب پاک ہونے تک ان سے قربت نہ کرو یہ دونوں قراءات جید ہیں۔ اور طَہَرَت و طَہُرت ھاء کے ضمّہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ لیکن زیادہ راجح قول ہاء کے ضمّہ والا ہے۔"

معانی القرآن للنحاس میں ہے:

پھر اللہ تعالی کا یہ قول کے پاک ہونے تک ان کے قریب نہ جاؤ یعنی جب تک ان سے انقطاع دم نہ ہو جائے اور اہل کوفہ (یطّہّرن) یعنی غسل کر لیں اور اسی طرح (یتطہّرن) ہے جیسے سیدنا عبد اللہ ابن مسعود اور سیدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما نے پڑھا ہے۔ اور ایک گروہ نے تخفیف والی قراءۃ پہ عیب لگایا ہے کہ ان سے تعلق غسل کے قبل جائز نہیں ہے۔ ابو جعفرؒ کا قول یہی ہے کہ یہ لازمی امر نہیں ہے۔ اسے دونوں معنی میں (انقطاعِ دم بعد اس کے بعد غسل) استعمال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مطلقہ عورت کے لیے کہا گیا ہے کہ جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو وہ مردوں کے لیے حلال ہو گی اسی کو (تَطَھَّرنَ) میں واضح کیا ہے۔[19]

ارتفاعِ دم اور انقطاعِ دم دونوں قراءات سے مستفاد ہے اور مزید صراحت (فَإِذَا تَطَهَّرْنَ) جو آیت کے اگلے حصے میں ہے اس سے حکم مزید واضح ہے کیونکہ تمام کے باہم مربوط ہیں۔ اور اگرچہ انقطاع ہی ہے تو تب بھی عورت کے پاس جانے میں قباحت نہیں۔

ابو محمد مکی بن ابی طالب القیسی کتاب الکشف عن وجو ہ القراءات السبع و عِللها و حِجَجِها میں تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام نافع، امام عبد اللہ بن کثیر مکی، ابو عمرو بصری، ابن عامر شامی اور حفص رحمۃ اللہ علیہم نے بالتخفیف ہاء کے ضمّہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ جو ارتفاع دم اور انقطاع دم کے معنی پر دلالت کرتا ہے لیکن {فَإِذا تَطَهَّرْنَ} کے بغیر مکمل بات مستفاد نہیں ہوئی، یعنی جب وہ پانی کے ساتھ غسل کر لیں تو ان کے پاس آؤ اس لیے کہ کلام مقدم ومؤخر ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہے۔ فقط تخفیف والی قراءۃ سے یہ فائدہ اور حکم مستفاد ہے کہ پانی استعمال (غسل) کیے بغیر بھی وطی جائز ہے۔ اور اگر پانی کے ساتھ طہارت حاصل نہیں کی تو {فَإِذا تَطَهَّرْنَ} لانے کی کیا ضرورت رہی۔ وطی تو زوالِ دم کے ساتھ لیکن {فَإِذا تَطَهَّرْنَ} کو بھی آیت ماقبل کے ساتھ ملانا ضروری ہے تب حکم کی تکمیل ہو گی۔[20]

مزید قاضی ابو محمد، امام طبری، امام اوزاعی اور دیگر مفسرین فقہاء کے اقوال درج کیے ہیں:

قاضی ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دونوں قراءتوں میں یہ احتمال ہے کہ شارع نے اس کلمہ سے پانی کے ساتھ غسل مراد لیا ہے۔ اور قراءۃ کا معنی انقطاعِ دم اور گندگی کا ختم ہونا ہے۔ اور علامہ الطبری کے مطابق طاء کی شد والی قراءۃ غسل کو اور تخفیف والی قراءۃ انقطاعِ دم کو متضمن ہے۔ جو امر غیر لازم ہے اور اسی پر اجماع ہے لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ پانی کے ساتھ غسل کرنے سے قبل وطی میں کوئی کراہت ہو۔ یحیی بن بکیر اور ابن القرظیؒ کا قول ہے کہ جب حائضہ (خون سے) پاک ہو اور پانی دستیاب نہ

ہونے پر تیمم کرلے تو خاوند کے لیے حلال ہو گی۔ اگرچہ غسل نہیں کیا۔ مجاہد، عکرمہ اور طاؤوس کا قول یہ ہے انقطاعِ دم کے ساتھ خاوند پر حلال ہو گی لیکن باوضو ہو۔[21]

مذکورہ قراءات قرآنیہ سے امام قرطبیؒ کا استدلال

قراءۃ مذکورہ کے ضمن میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مسائل ذکر کر کے آئمہ فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ اور کلمہ قرآنیہ کی قراءۃ جس میں صیغہ کی تبدیلی اور مختلف قبائلِ عرب کے لہجات کا تنوّع بھی شامل ہے۔ صرفی قواعد میں جب ایک ہی مادہ (Root Word) کے ثلاثی یا مزید فی کے ابواب بنتے ہیں تو معنی میں بھی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اور بالخصوص قراءات قرآنیہ میں یہ تبدیلی توسّع کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ اسی طرح تنوعِ لہجات عرب (یعنی ہر قبیلہ اس کلمہِ عربیہ کو اپنی لغت میں مخصوص معنی کے لیے استعمال کرتا ہے) یہ بھی توسّع کی ایک صورت ہے کیونکہ قرآن حکیم کا سبع اَحرف پہ نزول امت کی آسانی کے لیے ہے۔ جب یہ وسعت نحوی، صرفی اور لغوی لحاظ سے ہو تو فقہاء اس سے احکام اخذ کرتے ہیں۔ اور متنوع قراءات سے احکام میں بھی کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔ مسئلہ مذکورہ جس میں حائضہ سے متعلق احکامات ہیں۔ اُس کا ایک لطیف نقطہ قراءات کے تنوع سے واضح ہو رہا ہے۔ اور مخصوص حالات کے لیے وسعت کا پہلو بھی نکل رہا ہے۔

منہج استدلال اور تفسیری اثرات

امام قرطبیؒ نے اوّلاً قراءِ سبعۃ میں سے جن قراء نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اُن کو علیحدہ بیان کیا ہے۔ جن میں پہلے چار قاری اور امام حفص (جو امام عاصم کے ایک راوی ہیں) کو بالصراحت نام لے کر ذکر کیا، بعد ازاں بالتشدید پڑھنے والے دو قاری امام عاصم کے شاگرد ابو بکر شعبہ اور مفضّل کا ذکر کیا۔ ضمناً تفسیری استدلال کے لیے مصاحفِ صحابہ میں سے سیدنا ابی ابن کعب، سیدنا عبداللہ ابن مسعود اور سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہم کی قراءات بھی درج کیں۔ متقدمین میں سے امام ابن جریر طبری نے جس قراءۃ کو راجح قرار دیا یَطَّهَّرْنَ بالتشدید کا معنی یغتسلن ہے کیونکہ ان کے نزدیک فقط انقطاعِ دم سے وطی کرلینا حرام ہے۔ مختلف اقوال:

1- اس کا مفہوم پانی کے ساتھ غسل ہے۔

2- فقط نماز کے وضو کے طرح وضو کرلینا کافی ہے۔

3- فقط شرمگاہ کا دھولینا کافی۔

4- لغوی استدلال کے طُہر ضد ہے طمث کی۔، اس لیے یہ کلمہ تین حرفی ہے اور ثلاثی مزید کے باب سے نہیں تو مراد انقطاعِ دم ہے۔

5- آیت کے اگلے کلمات (فَإِذَا تَطَهَّرْنَ) جو ثلاثی مزید فیہ کے باب سے ہے۔ اسے المسئلۃ العاشرہ میں اغتسال بالماء لکھا ہے۔

6- مزید یہ کہ جمہور فقہاء اور مالکیہ اس کی یہی تعبیر و تشریح کرتے ہیں یعنی پانی کے ساتھ غسل کہ جیسے جُنبی مرد یا عورت غسل جنابت کرکے پاکیزگی حاصل کرتے ہیں۔ غسل حیض بھی بعینہ ایسے ہو گا، اس کے بغیر عورت پاک نہ ہو گی۔ نہ آدمی کے لیے حلال ہو گی۔

7- صراحتاً امام شافعیؒ، محمد بن مسلمہؒ اور اہل مدینہ کا مسلک بیان کیا کہ وہ بھی اسی کے مطابق فتویٰ صادر کرتے ہیں۔

8- یحییٰ بن بُکیر اور امام کعب قُرظی کے بقول جب حائضہ پانی نہ ہونے کی صورت تیمم کرلے گی تو خاوند کے لیے حلال ہو گی۔ لیکن امام مجاہد، عکرمہ اور طاؤس رحمۃ اللہ علیہم انقطائے دم کے ساتھ وضو کو کافی سمجھتے ہیں۔

مفسر موصوفؒ نے ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾[22] کی مثال سے بھی استدلال کیا ہے کہ اس میں حکم کو دو شروط پر معلق کیا گیا ہے یعنی ایک نکاح کی عمر کو پہنچنا اور دوسرا یتامیٰ میں دانائی کا احساس ہونا۔ اِسی طرح حائضہ کا مسئلہ ہے کہ اس میں بھی دو شرائط ہیں ایک پانی کے ساتھ غسل کرنا اور دوسرا انقطاعِ دم۔

قراءات قرآنیہ اور امام رازی کا منہج استدلال

"أما قوله تعالى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾[23] فاعلم أن قوله ولا تقربوهن أي ولا تجامعوهن يقال قرب الرجل امرأته إذا جامعها وهذا كالتأكيد

لقوله تعالى: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾24 ويمكن أيضًا حملها على فائدة جليلة جديدة وهي أن يكون قوله فاعتزلوا النساء في المحيض نهيًا عن المباشرة في موضع الدم وقوله ولا تقربوهن يكون نهيًا عن الالتذاذ بما يقرب من ذلك الموضع۔"[25]

"اللہ تعالیٰ کا قول کہ ان عورتوں کے قریب نہ جاؤ حتی کہ وہ پاک ہو جائیں پس جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اسی اسلوب سے آؤ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دے رکھا ہے۔ تو خوب جان لو کہ قولِ باری تعالیٰ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ یعنی ان کے ساتھ مجامعت نہ کرو یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی عورت کے قریب مجامعت کی غرض سے جاتا ہے۔ اور یہ فرمان تاکید پیدا کرنے کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نئے اور بڑے فائدے کے لیے کہا گیا ہو۔ اور فرمان باری تعالیٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ خون کی جگہ سے مباشرت سے منع کرنے کے لیے ہو ۔اور فرمان باری تعالیٰ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ یہ حیض والی جگہ سے التذاذ سے منع کرنے کے لیے ہو۔"

تفسیر مفاتیح الغیب کے خاص اسلوب کے مطابق امام رازیؒ نے اولاً اس کے مسائل بیان کیے ہیں۔ لکھتے ہیں:

آیت مذکورہ میں چند مسائل ہیں۔

(پہلا مسئلہ) عبد اللہ بن کثیر مکی، امام نافع، ابو عمرو بصری، ابن عامر شامی اور امام یعقوب بن اسحاق الحضرمی، ابو بکر عن عاصم نے ﴿حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ پڑھا ہے ۔ جو طہارت کے باب میں سے ہے ۔ امام حمزہ و کسائی نے ﴿حَتَّى يَطَّهَّرْنَ﴾ بالتشدید پڑھا ہے۔ اور اسی طرح امام حفص عن عاصم نے بھی۔ تو جس نے مخفف پڑھا ہے اس کی مراد زوال دم ہے اس لیے کہ ﴿ يَطْهُرْنَ﴾ عورت کی اس کے حیض سے پاکیزگی ہے اور یہ اس وقت کہا جائے گا جب حیض منقطع ہو جائے۔ تو اس (قراءۃ) کا معنی یہ ہو گا کہ جب تک ان عورتوں سے خون منقطع نہ ہو جائے ان کے قریب نہ جاؤ۔ اور جن قراء نے مشدد پڑھا ہے تو وہ ﴿ يَتَطَهَّرْنَ﴾ کے معنی پر ہے اس کلمہ میں تاء مدغم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾، ﴿ويا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ یعنی ﴿الْمُتَزَمِّلُ الْمُتَدَثِّرُ﴾ ۔

اس آیت مبارکہ میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مختلف امصار کے اکثر فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب عورت کا حیض منقطع ہو جائے خاوند کے لیے حلال نہیں ہے کہ اس کے ساتھ مجامعت کرے۔ مگر اس عورت کے غسل حیض کے بعد یہ قول امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔

اور امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت مشہور ہے کہ اگر عورت دس دن سے پہلے طہر دیکھ لے تو اس کا خاوند اس کے قریب نہ آئے اور اگر دس دن کے بعد طہر دیکھے تب غسل کرنے سے پہلے عورت کے قریب آنا جائز ہے۔ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کی دلیل کی دو وجوہ ہیں:

پہلی دلیل کہ یہ متواتر قراءۃ ہے اور اس پر اجماع حجت ہے۔ تو جب دو متواتر قراءات حاصل ہو جائیں اور دونوں کے مابین جمع بھی ممکن ہو تو دونوں کو جمع کرنا واجب ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی تو تب ہم یہ کہیں گے کہ ﴿حتیٰ تطهرْ﴾ تخفیف اور تشدید دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے ۔ ﴿ يَطهرنَ﴾ تخفیف کے ساتھ انقطاع دم کے ساتھ تعبیر ہے۔ اور تثقیل والا صیغہ پانی کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرنے کے ساتھ تعبیر ہے تو دونوں امور میں جمع ممکن

ہے۔ اس آیت میں دونوں امور کے وجود پر دلالت واجب ہے۔ اور جب یہ واجب ہو گیا کہ یہ اس حرمت کے منافی نہیں ہے مگر جب دونوں امور حاصل ہوں۔

دوسری دلیل اور فرمان باری تعالی ﴿ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ ﴾ طہر کی حالت میں بیوی کے قریب آنے کو کلمہ ﴿إِذَا﴾ کے ساتھ معلق کر دیا گیا ہے۔ اور کلمہ ﴿إِذَا﴾ لغت میں شرط کے لیے آتا ہے اور شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے شرط پر معلق ہونا معدوم ہو گا۔ عدم تطہر کے وقت عورت کے قریب نہ آنا بھی واجب ہو گا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ اس میں عورتوں کے قریب آنے سے روکا ہے۔ اور اسی نہی کو وجہ بنایا کہ وہ پاک ہو جائیں۔ جو بمعنی انقطاع حیض ہے۔ اور جب انقطاع حیض اس نہی کی وجہ ہے تو واجب کہ یہ نہی باقی نہ رہے جبکہ حیض منقطع ہو چکا ہو۔ تو قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اگر انہوں نے قول باری تعالی ﴿حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ پر اکتفاء کیا ہے تو یقیناً تمہارے بیان کردہ امور لازم ہوں گے۔

جبکہ آپ اسے فرمان باری تعالی ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ﴾ کے ساتھ ضم کریں تو یہ ایک مجموعی بات ہی حاصل سبب ہو گی اور یہ مثال ایسی ہے کہ آدمی کہے: کہ آپ فلاں آدمی سے بات نہ کریں یہاں تک کہ وہ گھر میں داخل ہو جائے۔ جب اس کے گھر میں داخل ہونے سے وہ مطمئن ہو جائے تب اس سے بات کریں اور وہ اس وقت کلام اللہ کے دونوں امور کے ساتھ اکٹھا مباح ہونا واجب ہو گا۔ جب یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہو کہ انقطاع حیض کے بعد غسل سے پاکیزگی حاصل کرنا ضروری ہے تو فقہاء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی اور جمہور فقہاء کا قول ہے کہ وہ غسل ہے۔ اور بعض فقہا کا قول ہے وہ حیض والی جگہ کو دھونا ہے۔ امام عطاء اور طاؤوس کا قول ہے کہ عورت حیض والی جگہ کو دھوئے گی اور وضو کرے گی۔

دونوں وجوہ میں سے پہلی وجہ صحیح تر ہے۔

اول: کیونکہ ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ﴾ ظاہر حکم ہے۔ جو عورت کی ذات پر عائد ہوتا ہے تو واجب ہے کہ اس حصول طہارت پورے بدن کا ہو نہ کہ بدن کے بعض حصوں کا۔ **دوم:** یہ پاکیزگی غسل حیض کے ساتھ محمول (خاص) ہے۔ اور غسل استحاضہ کے مقابلے میں اس کا وجوب اولی تر ہے۔ جیسا کہ غسل حیض میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

پس یہ ثابت ہوا کہ اس سے مراد غسل کامل کا وجوب ہے جبکہ پانی کا موجود ہونا ممکن ہو۔ اگر وہ پانی کے موجود نہ ہونے کو عذر بنائیں تو یقیناً فقہاء کا اجماع وجوب اغتسال پر ہے اس لیے کہ تیمم اس غسل کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور ہم نے اجماع کی دلیل سے تیمم کو غسل کا قائم مقام ثابت کیا اگر یہ بھی نہیں تو ظاہر (مفہوم آیت) اس امر کا تقاضہ کرتا ہے کہ عورت کے قریب جانا جائز نہیں ہے مگر جب کہ وہ پانی کے ساتھ غسل کرے[26]۔

امام رازیؒ کا منہج استدلال اور تفسیری اثرات

امام رازیؒ نے آیت کے مطلوبہ حصہ میں کلمہ ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ کی توضیح میں کافی تفصیل کی ہے۔ جیسا کہ جسے درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

کلمات قرآنیہ کی تشریح:

﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ﴾ بمعنیٰ ﴿وَلَا تجامعوهنّ ﴾ بمعنی مجامعت باب مفاعلہ سے ہے۔

یعنی مرد و عورت کا باہم قریب ہونا۔ یعنی ارادتاً دونوں کی رضا، باب مفاعلہ کی یہی خاصیت ہے کہ اس فعل میں دو لوگوں کا ایک دوسرے سے تفاعل پایا جاتا ہے۔ تو اس میں فعل نہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے قریب بغرض مجامعت نہ جائیں۔

تاکیدی قول:

اور لکھتے ہیں "هذا التأكيد قوله إلىٰ آخره۔" چونکہ آیت کے پہلا حصہ میں ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ کے کلمات ہیں۔ جن سے مراد فقط موض العدم سے مباشرت کی نہی ہے۔ امام رازیؒ ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ﴾ سے استدلال کرتے ہیں کہ بعد میں اس تاکید کا لایا جانا اس امر پر دال ہے (فی موضع الدم) بغرض التذاذ عورت کے قریب جانا اور مجامعت کرنا جائز نہیں ہے۔

مفسر موصوفؒ نے اس مسئلہ سے متعلق چند مسائل کو الگ الگ بیان کیا ہے۔

پہلا مسئلہ: قراءات قرآنیہ سے استدلال

قراء سبعۃ کے اسماء کو ذکر کر کے دونوں قراءات بالتخفیف والتشدید بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تخفیف والا صیغہ زوال دم کے لیے ہے۔ اس سے مراد فقط دم حیض کا خشک ہو جانا ہے اور یہ حالت اغتسال سے پہلے کی ہے تب یہ تخفیف والا کلمہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس وقت تک عورت سے قربت نہ کی جائے جب تک دم حیض منقطع نہ ہو جائے۔ اس کے بعد دوسرے کلمہ بالتشدید کی قراءۃ کا ذکر کیا ہے اور نحوی قاعدہ کی مثال دی ہے۔

آیت قرآنیہ سے نحوی استدلال

مفسر موصوف نے ﴿ يَطَّهَرنَ ﴾ کی بڑی عمدہ توضیح پیش کی ہے۔ اور دو آیات ﴿يا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾، ﴿ويا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ سے دلیل لیتے ہوئے دونوں کلمات کی اصلی حالت کہ المزمل اصل میں ﴿الْمُتَزَمِّلُ﴾ تھا اور المدثر

در حقیقت ﴿الْمُتَدَثِّرُ﴾ تھا۔ اے چادر اوڑھنے والے۔ بعینہ ﴿ یَطَّہَرنَ ﴾ بھی اصل میں ﴿یَتطہَّرنَ﴾ نہ تھا۔ یہاں تاء کا طاء میں ادغام ہوا تو یہ کلمہ ﴿یَطَّہَرنَ﴾ بن گیا۔

فقہاء کے اقوال واجماع سے استدلال

دوسرے مسئلہ میں امام رازیؒ نے متقدمین فقہاء کے اقوال کا ذکر کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ لکھتے ہیں:"والمسئلة الثانية أكثر فقهاء الأمصار الخ۔"مختلف امصار کے فقہاء کا فتوی انقطاعِ دم کافی نہیں۔ جب تک کہ غسل نہ کرلے۔ مالکیہ، امام اوزاعی، شوافع اور سفیان رحمۃ اللہ علیہم کا مسئلہ یہی ہے۔ احکام القرآن لابن العربی المالکی میں ہے:

" وفيه ثلاثة أقوال **الأول** أن معنى قوله تعالى حتى يطهرن حتى ينقطع دمهن قاله أبو حنيفة ولكنه ناقض في موضعين قال إذا انقطع دمها لأكثر الحيض حينئذ تحل وإن انقطع دمها لأقل الحيض لم تحل حتى يمضي وقت صلاة كامل **الثاني** لا يطؤها حتى تغتسل بالماء غسل الجنابة قاله الزهري وربيعة والليث ومالك وإسحاق وأحمد وأبو ثور۔ **الثالث** تتوضأ للصلاة قاله طاوس ومجاهد"[27]

"اس مسئلہ میں فقہاء کے تین قسم کے اقوال ہیں۔ **پہلا قول:** اللہ تعالی کا قول ﴿حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ کا معنی۔ حتی کہ ان عورتوں کا حیض منقطع ہو جائے۔ یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے لیکن دو مقامات پر اس قول کا نقص ہے۔ امامؒ کا قول ہے جب اس عورت کے حیض کا اکثر حصہ منقطع ہو جائے تب حلال ہو سکتی ہے۔ جب حیض کم مقدار منقطع ہو عورت حلال نہیں ہو گی۔ اور اس کی میعاد ایک نماز کے وقت کا کامل حصہ گزرنا ہے۔ **دوسرا قول:** فقہاء کے ایک گروہ کے مطابق مرد کے لیے عورت سے اس وقت تک وطی جائز نہیں ہے جب تک وہ پانی کے ساتھ غسل جنابت کی طرح کا غسل نہ کرے۔ یہ قول امام زہری، ربیعہ، لیث و امام مالک، اسحاق، امام احمد اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔ **تیسرا قول:** حائضہ عورت (انقطاعِ دم ہونے پر) نماز کے لیے وضو کرنے کی طرح وضو کرے گی۔ یہ قول امام طاؤس اور مجاہد کا ہے۔"

ابن المالکیؒ مزید لکھتے ہیں:

"{وَلا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ}[28] مخففا وقرئ حتى يطهرن مشددا والتخفيف وإن كان ظاهرا في استعمال الماء فإن التشديد فيه أظهر لقوله تعالى: {وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا}[29]فجعل ذلك شرطا في الإباحة وغاية للتحريم-"[30]

"اور ان کے پاک ہونے تک ان کے قریب نہ جاؤ، مخفف اور مشدد {يَطْهُرْنَ} {يَطّهرْنَ}دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ اگر پانی کے استعمال میں ظاہری معنی لیا جائے تو تشدید والی قراءۃ کا مفہوم اس میں زیادہ واضح ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے اور اگر تم جنبی ہو تو خوب پاک ہو جاؤ۔ یہ جواز مجامعت کے لیے شرط ہے اور حرمت کی وجہ ہے۔"

دو متواتر قراءات کا حصول اور جمع بین القراءتین

دو متواتر قراءات دو آیات کی طرح ہیں۔ دونوں پر عمل واجب ہے۔ اگرچہ حکم مختلف ہی ہو یا متنوع احکام متضاد ہوں۔ مگر جب دو قراءات متواترۃ سامنے ہوں اور دونوں قراءات کو جمع کرنا بھی ممکن ہو تو امام رازیؒ کے نزدیک دونوں قراءات کو جمع کرنا واجب ہے۔ اور اس مقام پر{يَطْهُرْنَ} {يَطّهرْنَ}میں جمع بین القراءتین کیا جائے گا۔

شوافع کی تائید

جملہ فقہاء کا موقف بیان کرنے کے بعد امام شافعی کے مذہب (وجوب غسل) کی تائید میں دلائل دیے ہیں۔ **پہلا** یہ کہ دونوں متواتر قراءات پہ عمل کرنا بیک وقت عمل کرنا۔ یعنی انقطاعِ دم اور وجوب غسل ممکن ہے۔ اس لیے امام شافعیؒ کی دلیل قوی تر ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اختتام حیض کے بعد جب تک عورت غسل نہ کرے مرد کے لیے حلال نہ ہو گی۔ لکھتے ہیں:

"وجب دلالة هذه الآية على وجوب الأمرين، وإذا كان وجب أن لا تنتهي هذه الحرمة إلا عند حصول الأمرين-"[31]

دوسری دلیل میں مرد کو عورت کے قریب آنے کا حکم غسل کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ جو آیت کے بعد والے حصے میں ہے۔ ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ﴾ یہ صیغہ بھی مشدد ہے جو بالاتفاق غسل کے لیے لایا جاتا ہے۔ تو آیت میں اس کلمہ کا مکرر لایا جانا شوافع کے موقف کو مزید تقویت دیتا ہے کہ غسل بہر حال واجب ہے۔

امام ابو حنیفہ و دیگر فقہاء کے موقف اور دلائل کا تذکرہ

اگرچہ امام رازیؒ اپنی تفسیر میں اکثر مقامات پر شوافع کے موقف کی حمایت میں دلائل دیتے ہیں لیکن آئمہ اربعہ و دیگر جمہور کا موقف بھی سامنے ذکر کرتے ہیں۔ قراءۃ مذکورہ میں بھی مفسر موصوفؒ نے تفصیلاً بحث کرنے کے بعد اپنا موقف بھی بیان کیا ہے۔ جیسا کہ احکام القرآن لابن العربی المالکی کی مذکورہ عبارت میں اور خود

تفسیر ہذا کی عبارت سے مترشح ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب حیض تقریباً منقطع ہو جائے تب قربت کی جا سکتی ہے اگر چہ پاکیزگی (غسل) نہ بھی ہو۔ بعض نے فقط موض العدم کے اغتسال پر توقف کیا اور ساتھ وضو کو کافی قرار دیا۔ لیکن امام موصوفؒ نے قرآنی حکم کو عورت کے بعض مخصوص اعضاء کے لیے کافی نہیں سمجھا بلکہ پورے بدن کے طہر کا وجوب ثابت کیا ہے۔

" فإذا تطهرن حكم عائد إلى ذات المرأة-"[32]

"یہ عورت کی ذات کے لیے مقرر حکم ہے جسے آیت میں دوبار ذکر کیا گیا ہے۔"

درج بالا بحث میں ایک قراءۃ کے صیغہ کے بدل جانے سے احکامات میں کس قدر بدلاؤ آیا اور روز مرہ پیش آمدہ امر میں تفصیل سامنے آئی۔ فقہاء کے اختلاف سے تفصیلی اثرات میں تنوع اور سہولت کی گنجائش نے امت کے لیے اس مسئلہ کو مزید آسان اور عام فہم بنا دیا۔ عوام الناس کے لیے آسانی کی صورت پیدا ہو گئی۔

یہ مسئلہ چونکہ عوام الناس کی بنیادی روز مرہ کی ضرورت اور حاجت سے متعلق ہے اور خواتین کے ان امور میں سے خاصی پیچیدگی سامنے آتی ہے تو آئمہ فقہاء نے اس کو مختلف جہات سے واضح کیا ہے۔ عورتوں میں ایک مرض استحاضہ جس کا ذکر احادیث میں بھی ہے یہ مرض چیدہ چیدہ خواتین میں پایا جاتا ہے۔ اور بعض صحابیات نے اس سے متعلق نبی کریم ﷺ سے مسائل دریافت کیے اسی کو امام قرطبی نے احناف کے نقطۂ نظر سے بیان کیا ہے کہ ان کے نزدیک اگر انقطاع دم نہیں ہوا اور حیض کی مدت دس دن سے کم ہے تو خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کے قریب جائے لیکن اگر انقطاعِ دم نہیں ہوا اور دس دن سے زیادہ ایام گزر چکے ہوں تب شوہر کے لیے وطی جائز ہے۔ اس فتوی سے امام قرطبی نے موافقت نہیں کی اور لکھا ہے:

" وهذا تحكم لا وجه له وقد حكموا للحائض بعد انقطاع دمها بحكم الحبس في العدة وقالوا لزوجها عليها الرجعة ما لم تغتسل من الحيضة الثالثة فعلى قياس قولهم هذا لا يجب أن توطأ حتى تغتسل مع موافقة أهل المدينة-"[33]

" اور یہ ایسا فیصلہ ہے جس کی کوئی وجہ نہیں ہے اور یہ ایسا حکم ہے کہ حیض والی عورت کے انقطاعِ دم کے بعد یہ حکم لگایا گیا ہے جو ابھی عدت میں ہے اور خاوند کو کہا کہ عورت پر رجوع ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ غسل نہ کرے تیسرے حیض سے یہ ان کے قول پر قیاس ہے جس سے بغیر غسل سے وطی ہونا واجب نہیں اور اس میں اہل مدینہ کی موافقت کی گئی ہے۔"

فقہاء کے کسی گروہ کا موقف اور فتوی بیان کر کے اپنی فقہی رائے دلیل کے ساتھ بیان کرنے کا منہج امام قرطبی کے ہاں پایا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں لکھا ہے:

" ودليلنا أن الله سبحانه علق الحكم فيها على شرطين أحدهما انقطاع الدم وهو قوله تعالى "حَتَّى يَطْهُرْنَ "والثاني الاغتسال بالماء وهو قوله تعالى "فَإِذا تَطَهَّرْنَ "أي يفعلن الغسل بالماء-"[34]

"اور اس میں ہماری (امام قرطبیؒ) کی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس امر کو دو شرائط کے ساتھ معلق کر دیا ہے۔ ایک انقطاعِ دم اور دوسرا پانی کے ساتھ غسل کرنا۔ "یَطْهُرْنَ" یہ تقریباً چار قراء کی قراءۃ ہے جبکہ باقی قراء تَطَهُّر تفعّل کے باب سے "تَطَهَّرْنَ" پڑھتے ہیں۔"

امام قرطبی کا موقف قدرے گنجائش پر مبنی ہے کہ پہلی قراءۃ (بالتخفیف) سے فقط انقطاعِ دم کافی ہے اور غسل والی قراءۃ بھی موجود ہے لیکن احناف نے جو قطعیت اختیار کی ہے وہ پہلی قراءۃ سے موافقت نہیں رکھتی۔ جبکہ احناف کی دلیل بھی قوی ہے کہ:

" فإن القراءتين كالآيتين فيجب أن يعمل بهما. ونحن نحمل كل واحدة منهما على معنى-"[35]

"احنافؒ کا قول ہے کہ دو قراءتیں دو آیات کی طرح ہیں۔ واجب ہے کہ دونوں پر عمل کیا جائے اور ہر ایک کو ایک الگ معنی پر محمول کرتے ہیں۔"

اسی آیت میں ہم اگر امام رازی کے طرز استدلال کا جائزہ لیں تو سیاق سے (ولا تقربوهن) آیت کا معنی و مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد ان سے مجامعت کی نہی ہے۔ کیونکہ اس کی تائید آیت کے پچھلے حصہ میں ہے کہ ان دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور موضع الدم سے مباشرت کرنے سے دور رہو۔

امام رازی کسی آیت میں موجود تمام مسائل کو ایک ترتیب سے لانے کا منہج رکھتے ہیں۔ خواہ وہ مسئلہ قراءۃ کا ہو، لغوی ہو، نحوی ہو یا فقہی وغیرہ، لکھتے ہیں:

" وفي الآية مسائل المسألة الأولى قرأ ابن كثير ونافع وأبو عمرو وابن عامر ويعقوب الحضرمي وأبو بكر عن عاصم"[36]

"آیت مذکورہ میں چند مسائل ہیں۔

(پہلا مسئلہ) عبد اللہ بن کثیر مکی، امام نافع، ابو عمرو بصری۔۔۔"

ان دونوں قراءات میں چونکہ امام ابن کثیر، نافع، ابو عمرو بصری، ابن عامر، یعقوب الحضرمی کے دونوں راوی تخفیف والی قراءۃ پر ہیں سوائے امام عاصم الکوفی کے۔ جن نے راوی ابو بکر تخفیف کے ساتھ، جبکہ امام حفص تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ امام نے دونوں رواۃ کی قراءات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

بعد ازاں دونوں قراءات کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھا ہے تخفیف والی قرات سے مراد زوال دم ہے۔ اس لیے کہ کلمہ (یطہرن) اس وقت لایا جائے گا جب عورت حیض سے پاک ہوتی ہے۔ اور یہ کلمہ انقطاعِ حیض یا دم سے تعبیر ہے تو معنی یہ بنے گا کہ خون کے زائل ہونے تک خواتین کے قریب مت جاؤ۔ دوسری قرات بالتشدید اس کے مفہوم کی وضاحت کے لیے قرآن سی مثالیں دی ہیں کہ اس کا معنی مختلف ہے۔ اور کلمہ (یطھرن) میں تاء کا طاء میں ادغام کر کے مشدد پڑھا گیا ہے۔ مثلاً اصل میں (یطھرن اصل یتطھرن تھا جیسے المزمل اور المدثر اصل میں متزمل اور متدثر تھا۔ یہاں تاء کا زاء میں اور دوسری جگہ تاء کا دال میں ادغام ہے۔

امام رازی نے تشدید والی قراءۃ کی تفہیم کے لیے لغوی و نحوی منہج اختیار کرتے ہوئے دونوں سورتوں کی پہلی آیات بطور استشہاد پیش کی ہیں۔

پھر دوسرے مسئلہ میں حیض کے فقہی مسائل کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اکثر بلاد و امصار کے فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب انقطاع حیض ہو شوہر کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ قبل از غسل عورت سے مجامعت کرے۔ یہ مسلک مالکیہ، شوافع، امام اوزاعی اور امام ثوری کا ہے۔

امام رازی اور امام قرطبی کے مناہج میں یہ امر مشترک ہے کہ دونوں مفسرین آئمہ اربع و دیگر فقہاء کا مؤقف بالصراحت بیان کرتے ہیں اور آئمہ کرام کے اسماء بھی ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد احناف کا مسلک بیان کیا ہے اور بعینہ وہی مسائل نقل کیے ہیں جو امام قرطبی نے نقل کیے ہیں۔

مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر آئمہ اربعہ کے تفصیلی دلائل و آراء درج کی ہیں۔ اور شوافع کے مؤقف کے موافق پہلی دلیل یہ کہ انقطاع دم، اغتسال دونوں کو جمع کرنا ممکن ہے تو دونوں قراءات پر عمل ہو گا۔

دوسری توجیہ نحوی ہے کہ بیوی سے قربت کو (اذا) سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ اگر خون جاری ہے تو مجامعت ممنوع ہے کیونکہ جب شرط معدوم ہے تو مشروط بھی معدوم۔ پاکی ہو گی تو مجامعت جائز ہے ورنہ نہیں۔ شرط کے لیے امثال ہے کہ:

"لا تكلم فلانا حتى يدخل الدار فاذا طابت نفسه بعد الدخول فكلمه۔[37]

اسی سے متعلق فقہاء اربعہ میں سے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا تفصیلی مؤقف بیان کیا۔ آپ کے خاص تفسیری مناہج میں کلمات قرآنیہ کی توضیح کے لیے دیگر قرآنی آیات سے استشہاد، آیات قرآنی سے نحوی استدلال، فقہاء کے اقوال و اجماع سے دلیل دینا ان کے تفصیلی مؤقف کو بیان کر کے اپنی رائے درج کرنا، اگر دو متواتر قراءات میں جمع ممکن ہو تو تطبیق سے دونوں پر عمل واجب ہے۔ شوافع کے مسلک کی تائید کرنا شامل ہے۔

دیگر فقہاء مثلاً امام عطاء، طاؤس کا مسلک بھی واضح کیا ہے۔ ضمناً خواتین کے پیچیدہ امور سے متعلق فقہی مسائل جو تفہیم کے متقاضی ہوں ان کو بھی بیان کرتے ہیں۔

خلاصہ مقالہ

یہ تحقیق **آیت الطہارت** (البقرہ 222) کے قرآنی قراءات میں اختلاف اور اس کے فقہی اثرات پر مرکوز ہے۔ امام رازی اور امام قرطبی کے تفسیری مناہج کا تجزیہ کرتے ہوئے، اس مقالے میں "حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ" اور "حَتَّىٰ يَطَّهَّرْنَ" کی قراءتوں کے اختلافات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فقہی احکام کا جائزہ لیا گیا ہے۔ امام رازی کے نزدیک، طہارت کے مکمل ہونے کے لیے پانی کا استعمال ضروری ہے، جبکہ امام قرطبی نے جمہور فقہاء کے استدلال کو نقل کرتے ہوئے اس معاملے کو دو حصوں میں تقسیم کیا: (1) محض خون کا رک جانا کافی ہے یا (2) غسل کرنا بھی لازم ہے۔

تحقیق میں لغوی، نحوی اور فقہی دلائل کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ قراءات کے اختلافات کیسے فقہی احکام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ امام قرطبی کے نزدیک، جمہور فقہاء کا نظریہ راجح ہے کہ غسل کیے بغیر عورت سے قربت جائز نہیں، جبکہ احناف کی رائے ہے کہ اگر حیض کے دس دن مکمل ہو چکے ہوں تو غسل سے پہلے بھی قربت جائز ہو سکتی ہے۔

یہ تحقیق قرآنی قراءات کے اصولوں، فقہی مکاتب کے استدلالی منہج، اور مفسرین کے علمی طرزِ استدلال پر روشنی ڈالتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قراءات قرآنیہ اسلامی قانون سازی اور فقہ میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

نتائج

1. قراءاتِ قرآنیہ میں اختلافات بعض اوقات فقہی احکام میں بنیادی تبدیلی کا سبب بنتے ہیں، جیسے حیض کے بعد عورت کی طہارت کا مسئلہ۔
2. امام رازی اور امام قرطبی دونوں نے قراءات کے اختلافات کو اپنے استدلال میں شامل کیا، تاہم امام رازی نے زیادہ عقلی اور لغوی استدلال کیا، جبکہ امام قرطبی نے فقہی مکاتب کے اصولوں پر زور دیا۔

3. "حَتَّى يَطْهُرْنَ" (تخفیف) اور "حَتَّى يَطَّهَّرْنَ" (تشدید) کی قراءات سے حاصل شدہ فقہی آراء میں جمہور فقہاء کا موقف غسل کے وجوب پر ہے، جبکہ احناف نے اس میں نرمی رکھی ہے۔
4. قراءات کے فقہی اثرات کو سمجھنے کے لیے نحوی اور لغوی اصولوں کی مکمل تفہیم ضروری ہے، جیسا کہ امام رازی اور امام قرطبی کے تفسیری طریقوں میں ظاہر ہوتا ہے۔
5. اسلامی قانون میں قرآنی قراءات کا کردار اجتہادی معاملات میں فقہی آراء کی بنیاد رکھنے میں اہم ہے، جو فقہ اسلامی کے تنوع اور لچک کو واضح کرتا ہے۔

سفارشات

1. قراءات قرآنیہ کے فقہی اثرات پر مزید تحقیق کی جائے تاکہ دیگر مسائل میں بھی اس کے اطلاق کا جائزہ لیا جا سکے۔
2. **مفسرین کے منہج استدلال** پر تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ مختلف مکاتب فکر قرآنی نصوص کو کس طرح سمجھتے اور ان پر استدلال کرتے ہیں۔
3. جدید مسلم معاشروں میں **فقہی اجتہاد اور قراءات کے کردار** پر مزید کام کیا جائے تاکہ اسلامی قانون کی تعبیر میں قرآنی قراءات کے اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔
4. **تعلیمی نصاب میں قراءاتِ قرآنیہ کا شامل کیا جانا** ضروری ہے تاکہ علماء اور طلبہ اس علمی میدان سے بخوبی واقف ہوں اور فقہ و تفسیر میں ان کے اثرات کا ادراک کر سکیں۔

یہ تحقیق قرآنی قراءات کے علمی، تفسیری اور فقہی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے، اور اس میں موجود مختلف استدلالی مناہج کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

حوالہ جات

[1]ابو بکر، الجصاص، احمد بن علی، رازی (م: 370: ھ)، احکام القرآن، (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، 2/346-

[2] الجصاص، احکام القرآن، 2/346-

[3]الأمام القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد الأندلسي (م: 671ھ)، الجامع لأحكام القرآن والمبين لما تضمنه من السنة وآي القرقان، (ط: 1977ھ، الرياض: دار عالم الكتب للنشر والتوزيع)، 4/11-

[4]سورۃ النحل 16:43-

[5]أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (م: 393ھ)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، (بيروت: دار العلم للملايين، الطبعة الرابعة، 1407ھ/1987ء)، 1/65-؛ زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي (م: 666ھ)، مختار الصحاح، (بيروت، صيدا: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، الطبعة الخامسة، 1420ھ/1999ء)، 249-

[6]سورۃ القیامۃ 75:17-

[7]سورۃ الزمر 39:28-

[8]سورۃ البقرۃ 2:222-

[9]الأزهري، محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، أبو منصور (م: 370ه)، معاني القراءات، (المملكة العربية السعودية: مركز البحوث في كلية الآداب - جامعة الملك سعود، الطبعة الأولى، 1412ه - 1991م)، 1/202-

[98] القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، 3/88-

[11]أيضاً، 3/88-

[12]القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، 3/88--

[13]أيضاً، 3/88-

[14]القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، 3/88-

[15]أيضاً، 3/88-

[16]القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، 3/88-

[17]أيضاً، 3/89-

[18]الفراء، أبو زكريا، يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور الديلمي (ت 207ه)، معاني القرآن، (مصر: دار المصرية للتأليف والترجمة، الطبعة الأولى)، 1/143-

[19]النحاس، أبو جعفر أحمد بن محمد (ت338ھ)، معاني القرآن، (مكة المكرمة: جامعة أم القرى، الطبعة الأولى، 1409ھ)، 1/183-182-

[20]القيسي، مكي بن أبي طالب، أبو محمد (355-437ھ)، الكشف عن وجوه القراءات السبع وعللها وحججها، (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية، 1401ھ-1981م)، 1/293-

[21]الأندلسي، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، 1/298-

[22]سورۃ النساء4:6-

[23]سورۃ آل عمرآن3:222-

[24]سورۃ آل عمرآن3:222-

[25]الرازي، مفاتيح الغيب التفسير الكبير، 6/419-

[26]الرازي، مفاتيح الغيب التفسير الكبير، 6/419-420-

[27]ابن العربي، محمد بن عبد الله أبو بكر (م:543ھ)، أحكام القرآن، (بيروت: دار الكتب العلمية، ط3، 1424ھ-2003م)، 1/228-

[28]سورۃ البقرۃ 2:222۔

[29]سورۃ المائدۃ5:6-

[30]ابن العربي، أحكام القرآن، 1/228-

[31]الرازي، مفاتيح الغيب التفسير الكبير، 6/419-

[32]أيضاً، 6/419-

[33]القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، 3/88-

[34]أيضاً، 3/88-

[35]أيضاً، 3/88-

[36]الرازي، مفاتيح الغيب التفسير الكبير، 6/419-420-

[37]الرازي، مفاتيح الغيب التفسير الكبير، 6/419-420-

مصادر و مراجع

القرآن الكريم

al-Qurʾān al-Karīm

ابو بكر، الجصاص، احمد بن على، رازى (م: 370ھ)، **احكام القرآن**، (بيروت: دار احياء التراث العربى)۔

Abū Bakr, al-Jaṣṣāṣ, Aḥmad bin ʿAlī, al-Rāzī (m. 370H), Aḥkām al-Qurʾān, (Bairūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī).

الأمام القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد الأندلسي (م: 671ھ)، **الجامع لأحكام القرآن والمبين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان**، (ط: 1977ھ، الرياض: دار عالم الكتب للنشر والتوزيع) ۔

al-Imām al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Aḥmad al-Andalusī (m. 671H), al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān wa al-Mubayyin limā Taḍammanahu min al-Sunnah wa Āy al-Furqān, (ṭ. 1977H, Bairūt: Dār ʿĀlam al-Kutub li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ).

أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (م: 393ھ)، **الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**، (بيروت: دار العلم للملايين، الطبعة الرابعة، 1407ھ/1987ء) ۔

Abū Naṣr Ismāʿīl bin Ḥammād al-Jawharī al-Fārābī (m. 393H), al-Ṣiḥāḥ Tāj al-Lugha wa Ṣiḥāḥ al-ʿArabiyya, (Bairūt: Dār al-ʿIlm li-al-Malāyīn, al-Ṭabʿa al-Rābiʿa, 1407H/1987).

زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي (م: 666ھ)، **مختار الصحاح**، (بيروت، صيدا: المكتبة العصرية-الدار النموذجية، الطبعة الخامسة، 1420ھ/1999ء) ۔

Zayn al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Abī Bakr bin ʿAbd al-Qādir al-Ḥanafī al-Rāzī (m. 666H), Mukhtār al-Ṣiḥāḥ, (Bairūt, Ṣaydā: al-Maktaba al-ʿAṣriyya - al-Dār al-Namūdhajiyya, al-Ṭabʿa al-Khāmisa, 1420H/1999).

الأزهري، محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، أبو منصور (م:370ھ)، **معاني القراءات**، (المملكة العربية السعودية: مركز البحوث في كلية الآداب - جامعة الملك سعود، الطبعة الأولى، 1412ھ - 1991م) ۔

al-Azharī, Muḥammad bin Aḥmad bin al-Azharī al-Harawī, Abū Manṣūr (m. 370H), Maʿānī al-Qirāʾāt, (al-Mamlaka al-ʿArabiyya al-Suʿūdiyya: Markaz al-Buḥūth fī Kulliyat al-Ādāb - Jāmiʿat al-Malik Saʿūd, al-Ṭabʿa al-Ūlā, 1412H/1991).

الفراء، أبو زكريا، يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور الديلمي (ت 207ھ)، **معاني القرآن**، (مصر: دار المصرية للتأليف والترجمة، الطبعة الأولى) ۔

al-Farrāʾ, Abū Zakariyyā Yaḥyā bin Ziyād bin ʿAbd Allāh bin Manẓūr al-Daylamī (t. 207H), Maʿānī al-Qurʾān, (Miṣr: Dār al-Miṣriyya li-al-Taʾlīf wa-al-Tarjama, al-Ṭabʿa al-Ūlā).

الزجاج، إبراهيم بن السري بن سهل، أبو إسحاق (ت 311هـ)، **معاني القرآن وإعرابه**، (بيروت: عالم الكتب، الطبعة الأولى، 1408هـ - 1988م) ۔

al-Zajjāj, Ibrāhīm bin al-Sarrī bin Sahl, Abū Isḥāq (t. 311H), Maʿānī al-Qurʾān wa Iʿrābuhu, (Bairūt: ʿĀlam al-Kutub, al-Ṭabʿa al-Ūlā, 1408H/1988).

النحاس، أبو جعفر أحمد بن محمد (ت 338هـ)، **معاني القرآن**، (مكة المكرمة: جامعة أم القرى، الطبعة الأولى، 1409هـ) ۔

al-Naḥḥās, Abū Jaʿfar Aḥmad bin Muḥammad (t. 338H), Maʿānī al-Qurʾān, (Makka al-Mukarrama: Jāmiʿat Umm al-Qurā, al-Ṭabʿa al-Ūlā, 1409H).

القيسي، مكي بن أبي طالب ، أبو محمد (355-437هـ)، **الكشف عن وجوه القراءات السبع وعللها وحججها**، (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية، 1401هـ - 1981م) -

al-Qaysī, Makki bin Abī Ṭālib, Abū Muḥammad (355-437H), al-Kashf ʿan Wujūh al-Qirāʾāt al-Sabʿ wa ʿIlalihā wa Ḥujajihā, (Bairūt: Muʾassasat al-Risāla, al-Ṭabʿa al-Thāniya, 1401H/1981).

ابن العربي، محمد بن عبد الله أبو بكر (م: 543 هـ)، **أحكام القرآن**، (بيروت: دار الكتب العلمية، ط 3، 1424 هـ - 2003 م) ۔

Ibn al-ʿArabī, Muḥammad bin ʿAbd Allāh Abū Bakr (m. 543H), Aḥkām al-Qurʾān, (Bairūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, ṭ. 3, 1424H/2003).